49010 ـ نماز عيد ميں راستہ بدلنے كى حكمت

سوال

ميں نے پڑھا ہے كہ نماز عيد كے ليے جاتے ہوئے ايك راستہ اور واپسى كے ليے دوسرا راستہ اختيار كرتے، اس ميں كيا حكمت ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

امام بخارى رحمہ اللہ تعالى نے جابر بن عبد اللہ رضى اللہ تعالى عنہما سے بيان كيا ہے كہ:

" عيد كے دن رسول كريم صلى اللہ عليہ سلم مختلف راستے پر چلتے"

صحيح بخارى حديث نمبر (986).

راستہ مختلف ہونے كا معنى يہ ہے كہ: ايك راستے سے جاتے تو واپسى دوسرے راستے سے آتے.

مومن شخص كو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى اقتدا اور پيروى كرنى چاہيے، چاہے اسے نبى كريم صلى اللہ عليہو سلم كے فعل كى حكمت كا علم ہو يا نہ.

اللہ تعالى كا فرمان ہے:

يقينا تمہارے ليے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميں بہترين نمونہ ہے ہر اس شخص كے ليے جو اللہ تعالى كى اور قيامت كے دن كى توقع ركھتا اور اللہ تعالى كى بكثرت ياد كرتا ہے الاحزاب (21).

ابن كثير رحمہ اللہ تعالى اس آيت كى تفسير ميں كہتے ہيں:

" يہ آيت كريمہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اقوال و افعال اور احوال ميں ان كى پيروى و اقتدا اصل اصيل ہے. اھ

تفسير ابن كثير (3 / 756).

اس كى حكمت ميں علماء كرام كے اقوال مختلف اور بہت زيادہ ہيں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالى کہتے ہيں:

اس کے معنى ميں علماء کرام کے بہت سے اقوال ہيں: ان ميں سے ميرے پاس بيس سے زيادہ اقوال جمع ہوئے ہيں:

ميں نے ان کى تلخيص کر کے ان ميں سے واہى اور غلط قسم کے اقوال بيان کر ديے ہيں:

قاضى عبدالوہاب مالکى رحمہ اللہ کہتے ہيں:

اس ميں کئى ايك فوائد ذکر کيے گئے ہيں جن ميں سے کئى ايك تو قريب قريب ہيں، اور اکثر صرف فارغ دعوے ہى ہيں. انتہى

ان ميں سے کچھ يہ ہيں:

1 ـ ايسا اس ليے کيا تا کہ دونوں راستے گواہى ديں، اور يہ بھى کہا گيا ہے کہ: جن و انس ميں سے سے وہاں رہنے والے اس کى گواہى ديں.

2 ـ ايك قول يہ ہے کہ: ان دونوں راستوں ميں گزرنے کى فضيلت يا اس سے تبرك کى برابرى کى جائے.

3 ـ يہ بھى کہا گيا ہے کہ: عيدگاہ جانے کا راستہ آپ کے دائيں طرف تھا اس ليے واپس دوسرے راستے سے آئے اگر اسى راستے سے آتے تو وہ بائيں جانب ہو جاتا، ليکن اس کى دليل درکار ہے.

4 ـ ايك قول يہ ہے: دونوں راستوں ميں دينى شعار کےاظہار کے ليے، اور يہ بھى کہا گيا ہے کہ: اللہ کے ذکر کا اظہار کرنے کے ليے.

5 ـ ايك قول يہ ہے: تا کہ منافقين يا يہوديوں کو غيظ و غضب کا شکار کريں.

اور يہ بھى قول ہے: تا کہ انہيں اپنے ساتھ لوگوں کى کثرت دکھائيں، اسے ابن بطال نے راجح قرار ديا ہے.

6 ـ يہ قول بھى ہے: دونوں گروہوں کے ہتھکنڈوں سے بچاؤ کى خاطر ايسا کيا، ليکن يہ صحيح نہيں لگتا.

7 ـ ايسا اس ليے کيا تا کہ خوشى و سرور کو عام کريں، يا آپ کے گزرنے اور ديکھنے اور ان سے اپنى ضروريات کى اشياء فتوى وغيرہ يا تعليم کا فائدہ حاصل کريں، اور آپ کى راہنمائى حاصل کريں، اور اقتدا کريں، يا ان پر سلام وغيرہ کريں.

8 ـ ايك قول يہ بھى ہے: اپنے قريبى رشتہ داروں کى زيارت اور صلہ رحمى کے ليے کيا.

9 ۔ تا کہ اس سے حالت کی تبدیلی کی نیك فال لیں کہ بخشش اور رضاو خوشنودی حاصل ہو.

10 ۔ یہ قول بھی ہے: جب جاتے تو صدقہ و خیرات کرتے جاتے، اور جب واپس پلٹتے تو دوسرے راستے سے واپس ہوتے تا کہ سوال کرنے والے کو خالی واپس نہ کریں، یہ بہت ہی ضعیف قول ہے، اور دلیل کا محتاج ہے.

11 ۔ یہ بھی کہا گیا ہے: جانے والا راستہ آنے والے راستے کی بنسبت دور تھا، لہذا جانے میں زیادہ قدم اٹھانے کا اجروثواب حاصل کرنے کے لیے لمبے راستے سے جاتے، اور واپسی میں چھوٹا راستہ اختیار کرتے تاکہ گھر جلد واپس پہنچ سکیں.

رافعی نے یہی اختیار کیا ہے، اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں اس کی دلیل چاہیے، کیونکہ واپسی میں بھی قدموں کا اجروثواب لکھا جاتا ہے، جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالی کی حدیث سے ثابت ہے.

12 ۔ یہ قول بھی ہے: کیونکہ راستے میں فرشتے کھڑے ہوتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ دونوں راستوں میں کھڑے فرشتے گواہی دیں. اھـ

حافظ رحمہ اللہ کی کلام اختصار کے ساتھ ختم ہوئی.

زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے اس کی بعض حکمتیں ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

زیادہ صحیح یہی ہے کہ ان اور اس کے علاوہ دوسری حکمتوں کی بنا پر ہی ایسا فعل کرتے تھے، آپ کا فعل حکمت سے خالی نہیں . اھـ

دیکھیں: زاد المعاد (1 / 449).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ راستہ بدلنے میں حکمت کیا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنا.

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

کسی مومن مرد اور عورت کو کوئی حق نہیں کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کردیں تو اس میں انہیں

اپنے معاملہ کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو کوئی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ واضح اور صریح گمراہی میں ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (16 / 222).

واللہ اعلم .